مرد و عورت کی ازدواجی زندگی کے لئے رہنما اصول

حقوق الزوجین
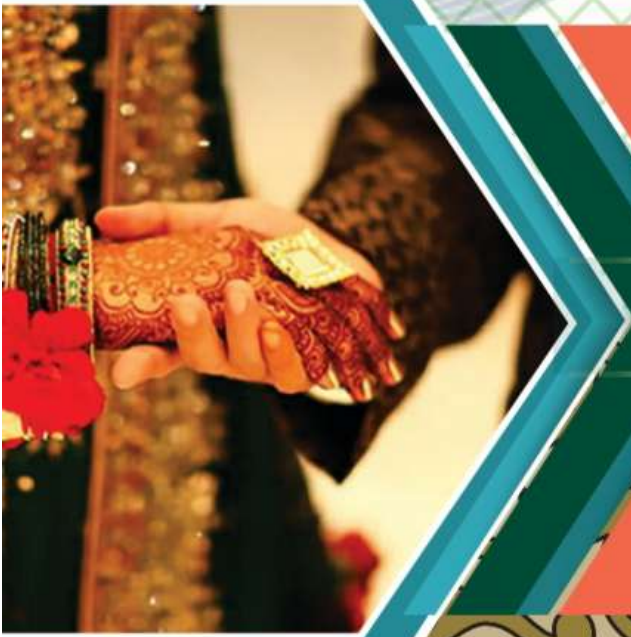
ہدایات و تنبیہات

مرتبہ: مفتی محمد حسان رضا تیغی مصباحی

باہتمام

مفتی محمد حشمت علی تیغی مصباحی

ناشر: مجلس اصحاب قلم، کولکاتا

بیادگار: حضور جلالۃ الارشاد الحاج الشاہ محمد نمازی تیغی قادری علیہ الرحمۃ

مرد و عورت کی ازدواجی زندگی کے لیے رہنما اصول

حقوق الزوجین

ہدایات و تنبیہات

از

مفتی محمد حسّان رضا تیغی مصباحی

باہتمام

حضرت مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی

ناشر: مجلس اصحاب قلم

نوری مسجد، تلجلا روڈ، کولکاتا- ۴۶

نام کتاب : حقوق الزوجین: ہدایات وتنبیہات
ترتیب : مفتی محمد حسّان رضا تیغی مصباحی
باہتمام : مفتی محمد رحمت علی تیغی مصباحی
تصحیح ونظر ثانی : مفتی محمد عابد رضا برکاتی مصباحی
پروف ریڈنگ : مولانا عبدالقدوس مجاہدی
بتقریب : شادی خانہ آبادی، مفتی محمد حسان رضا مصباحی
۲۱/ربیع النور ۱۴۴۲ھ/۸/نومبر ۲۰۲۰ء
صفحات : ۳۲
تعداد : ۱۱۰۰
قیمت : ۴۰

For Contact:

JAMIA ABDULLAH BIN MASOOD

92,West Chowbhaga, Gulshan Colony, Kolkata- 700 100

Mobile: 9433295643,7003992205 | www.jabm.co.in

E-mail:jamia092@gmail.com|maqalam095@gmail.com

پیش لفظ

ولدی الاعز فرزند دلبند عزیزی مولانا مفتی محمد حسّان رضا تیغی مصباحی سلمہ ڈائریکٹر جامعہ عبداللہ بن مسعود، گلشن کالونی، کولکاتا، نے اپنی شادی خانہ آبادی کے موقع سے رسالہ ''حقوق الزوجین: ہدایات وتنبیہات'' تحریر کرکے قوم کی خدمت میں ایک بہترین اور قابل تحسین تحفہ پیش کیا ہے۔ میاں بیوی میں سے ہر ایک دوسرے کے شرعی حق کو جان لیں اور اس کی ادائیگی میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کریں تو امید ہے کہ ہر گھر امن و امان کا گہوارہ بن جائے گا، اور سماج کی بہت سی برائیاں ختم ہوجائیں گی۔ ضرورت ہے کہ قارئین حضرات کتاب کے تمام مشمولات کا دلچسپی اور گہرائی سے مطالعہ کریں۔ علما توروز و شب عرق ریزی اور محنت و مشقت کرکے کتاب لکھتے اور پیسے خرچ کرکے شائع کردیتے ہیں۔ لیکن ہماری قوم کا حال یہ ہے کہ اس کو پڑھنے لکھنے اور دینی معلومات حاصل کرنے سے کوئی مطلب ہی نہیں۔ اہل علم کس طرح کتب بینی اور مطالعہ سے شغف رکھتے تھے ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت علامہ عبدالرحمٰن بن جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''میری طبیعت کتابوں کے مطالعے سے کسی طرح سیر نہیں ہوتی تھی۔ جب کبھی نئی کتاب پر نظر پڑجاتی تو ایسا لگتا کہ کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہے۔ اگر میں اپنے مطالعہ کے بارے میں حق بیانی کرتے ہوئے یہ کہوں کہ میں نے زمانہ طالب علمی میں ۲۰؍ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا ہے، تو میرا مطالعہ زیادہ ہوگا۔ مجھے ان کتابوں کے مطالعہ سے سلف کے حالات و اخلاق، ان کی قوت حافظہ، ذوق عبادت اور علوم نادرہ کا ایسا علم حاصل ہوا جو ان کتابوں کے بغیر نہیں حاصل ہوسکتا تھا''۔

(قیمۃ الزمن عن العلماء، ص:۶۲)

خلاصہ یہ کہ کتابوں کو اہمیت دینی چاہیے اور مطالعہ کی عادت بنانی چاہیے تاکہ ہمیشہ علم میں اضافہ ہوتا رہے۔ فاضل مرتب نے اس مختصر کتابچہ میں نکاح کی حقیقت، اس کے قواعد، اس کی اہمیت و ضرورت اور شوہر اور بیوی کے باہمی حقوق، ساس بہو اور نند بھاوج کے آپسی برتاؤ کے طریقہ کو خوبصورت الفاظ و انداز اور حسین طرز و اسلوب کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کتاب کی

اہمیت اس طرح بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس میں جگہ جگہ طلاق کا ذکر، طلاق دینے کے نقصانات، اس کے برے نتائج اور انجام بد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

بلا شبہ نکاح بہت اچھی چیز ہے اور اس کے مقابلے میں طلاق بہت بری چیز ہے۔ نکاح کی برکت سے دو اجنبی فرد ہی نہیں بلکہ دو اجنبی خاندان میں اتحاد و اتفاق قائم ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے طلاق کہ اس سے جہاں مرد و عورت کی زندگی خراب ہوتی ہے وہیں اگر بچے ہیں تو ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ صحیح نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ تر بچے آوارہ بن جاتے ہیں جس کا برا اثر سماج پر بھی پڑتا ہے۔ لہٰذا مرد کو چاہیے کہ طلاق دینا تو بہت بڑی بات ہے، طلاق کا خیال بھی دل میں نہیں آنے دے۔ اور بیوی کو بھی چاہیے کہ شوہر کے ساتھ ایسا برتاؤ کرے کہ وہ ہمیشہ اس سے خوش رہے اور ایسا کام ہرگز نہ کرے کہ شوہر طلاق دینے پر مجبور ہو جائے۔

بہر حال مولانا محمد حسّان رضا تیغی مصباحی کی یہ ایک اچھی کوشش اور یادگار کاوش ہے۔ اس میں میاں بیوی، ساس بہو، نند بھاوج سبھوں کی اصلاح کی بات کی گئی ہے۔ لہٰذا اس رسالہ کو سبھی پڑھیں، اور جنھیں پڑھنا نہیں آتا وہ دوسروں سے پڑھوا کر سنیں اور اپنی اصلاح خود کرنے کی کوشش کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ گھر کا گھر جنت نشان بن جائے گا۔ اور معاشرہ اور سماج سے ہر طرح کی برائی دور ہو جائے گی۔ خدا کرے یہ رسالہ مقبول و مفید عام و خاص ہو اور مرتب کے لیے صدقۂ جاریہ اور دنیا و آخرت میں شادکامی کا ذریعہ بنے۔

آمین بجاہ سید المرسلین و علیٰ آلہ و صحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم.

فقط

محمد رحمت علی تیغی مصباحی

شب یکم ربیع النور ۱۴۴۲ھ /۱۸/ اکتوبر ۲۰۲۰ء

9433295643

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم...اما بعد!

نکاح وہ پاکیزہ شرعی طریقہ ہے جس کے ذریعہ ایک خاندان وجود میں آتا ہے۔ وہ منظم اور محفوظ عمل ہے جس سے نسل انسانی آگے بڑھتی ہے، جس سے حسب و نسب کا پتہ چلتا ہے، نئے رشتے اور نئے تعلقات بنتے ہیں۔ نکاح ہی کے ذریعہ پاکیزہ سماج اور اچھے معاشرہ کی تعمیر و تشکیل ہوتی ہے۔

نکاح کی تعریف میں حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

نکاح اس عقد کو کہتے ہیں جو اس لیے مقرر کیا گیا ہو کہ مرد کو عورت سے جماع وغیرہ حلال ہو سکے۔ (بہار شریعت، ح:۷، ص:۔۔۔، نکاح کا بیان)

نکاح کی فضلیت قرآن و حدیث سے

نکاح کی ترغیب کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً۔ (پ:۴، س: نساء، آیت:۳)

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمھیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو۔ (کنزالایمان)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَ اَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَ الصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَ اِمَآئِكُمۡ ؕ اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۳۲﴾ وَ لۡيَسۡتَعۡفِفِ الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغۡنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ (پ:۱۸، س: نور، آیت:۳۲)

ترجمہ: اور نکاح کر دو اپنوں میں اُن کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا، اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انھیں غنی کر دے گا اپنے فضل کے سبب اور اللہ وسعت والا

علم والا ہے اور چاہیے کہ بچے رہیں وہ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ انھیں مقدور والا کردے اپنے فضل سے۔(کنزالایمان)

آیت مذکورہ میں جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نکاح کا حکم دیا ہے وہیں اس کی افادیت و برکت بھی بتادی کہ نکاح کرنے سے غریب ونادار جوڑا غنی اور مالدار ہوجاتے ہیں، الحمدللہ۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے امت کو نکاح کی ترغیب دی، فضائل بیان فرمائے اور نکاح کے تعلق سے رہنما خطوط بھی عطا فرمائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج، فإنه أغض للبصر و أحصن للفرج، و من لم يستطع فعليه بالصوم فإنه له وجاء.

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ۔۔۔، حدیث:۵۰۶۶)

اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور ﷺ نے فرمایا: من أراد أن يلقى الله طاهراً مطهراً، فليتزوج الحرائر. (ابن ماجہ، باب تجویز الحرائر، حدیث:۱۸۶۲)

جو خدائے تعالیٰ سے پاک وصاف ہوکر ملنا چاہے، وہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔

زوجین کے حقوق

نکاح میاں بیوی کے درمیان وہ عہد ہے جس کی بنا پر دونوں کے اوپر کچھ حقوق اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ حقوق صرف اخلاقی ذمہ داری تک محدود نہیں ہیں، بلکہ اسلامی قانون باقاعدہ ان کی حمایت کرتا ہے۔ ان حقوق کی ادائیگی پر آمادہ کرنے والی سب سے پہلی چیز انسان کی اپنی ذاتی خوبیاں اور اس کا اخلاق وکردار ہے اور اس کا باعث وہ مودت ورحمت

بھی ہے جو نکاح کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ دونوں کے دلوں میں پیدا فرماتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۔ (پ:۲۱، س:روم، آیت:۲۱)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ اُن سے آرام پاؤ اور تمھارے آپس میں محبّت اور رحمت رکھی، بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے۔(کنزالایمان)

یہی وہ محبت ہے جو دونوں کو ایک دوسرے سے قربت کا احساس دلاتی ہے اور یہی وہ ہمدردی ہے جس کی بنا پر ہر ایک دوسرے کا خیال رکھتا ہے، ایک دوسرے سے نرمی و محبت سے پیش آتا ہے اور ہر تکلیف و مصیبت میں ایک دوسرے کا سہارا بنتا ہے۔

در حقیقت خانہ آبادی کا یہی وہ دستور ہے جس کی بنا پر میاں بیوی دونوں اپنے آپ کو ایک دوسرے کے بغیر ادھورا سمجھتے ہیں اور انھیں اس بات کا پورا شعور و احساس ہوتا ہے کہ ہماری ذات کی تکمیل دوسرے کی ذات سے ہے، اس کے بغیر ہم ناقص و نامکمل ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام میں زوجین کے حقوق پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (۲۲۸) (پ:۲، سورۂ بقرہ، آیت: ۲۲۸)

ترجمہ: اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔(کنزالایمان)

یعنی جس طرح عورتوں پر شوہروں کے حقوق کی ادائیگی واجب ہے، اسی طرح شوہروں پر بھی عورتوں کے حقوق کی رعایت لازم ہے۔ دونوں کے حقوق ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں جن کو پورا کرنے کے دونوں شرعاً پابند ہیں۔

ان حقوق کو بآسانی سمجھنے اور ذہن نشین کرنے کے لیے ہم نے اس رسالہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ " بیوی اور شوہر کے مشترکہ حقوق "۔ دوسرا حصہ " شوہر پر بیوی کے حقوق " جب کہ تیسرا حصہ "بیوی پر شوہر کے حقوق" پر مشتمل ہے۔ اب ہر ایک کی الگ الگ تفصیل ملاحظہ کریں:

پہلا حصہ: بیوی اور شوہر کے مشترکہ حقوق

نکاح کے ذریعہ میاں بیوی کے درمیان عائد ہونے والے وہ حقوق جن میں دونوں برابر کے شریک ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(۱) ایک دوسرے کی غلطیوں اور لغزشوں پر چشم پوشی

میاں بیوی دونوں کا پہلا مشترکہ حق یہ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی غلطیوں اور لغزشوں کو نظر انداز کریں۔ غلطی خواہ کسی بھی طرح کی ہو، اگر وہ انجانے میں ہوگئی ہو تو اسے درگذر کر دینا چاہیے۔ اس کی وجہ سے ایک کو دوسرے پر زبان طعن وتشنیع دراز کرنا اور اسے ٹارگیٹ بنالینا پاکیزہ محبت کے بالکل خلاف ہے۔

معاف کرنے والے کو دونوں جہاں کی سعادتوں سے مالا مال کیا جائے گا چناں چہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ما نقصت صدقة من مال، و ما زاد الله عبد ابعفو إلا عزا، وما تواضع أحد لله إلا رفعه الله. (صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ، حدیث:۲۵۸۸)

یعنی صدقہ دینے سے مال میں ہرگز کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ جو بھی عفو و درگذر کرتا ہے اللہ عزوجل اس بندے کی عزت کو بڑھا دیتا ہے، جو بھی اللہ رب العزت کے لیے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندی و رفعت عطا فرماتا ہے۔

بیوی اگر غلطیاں کر لے یا نافرمانی کر لے، اس وقت تک صبر سے کام لینا چاہیے جب تک کہ شریعت کی مخالفت نہ ہو۔ اسی طرح شوہر بھی کسی وجہ سے سختی کرتا ہو تو بیوی اس

کی سختی برداشت کرنے کی حتی الوسع کوشش کرتی رہے، صبر کا دامن نہ چھوڑے اور عفوودرگذر سے کام لے۔ ہر ایک نیک نیتی، خوش گمانی اور محبت والفت کے ساتھ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہے۔ آج نہیں تو کل اللہ تعالیٰ صبر کی برکت سے اس کے گھر کو پر سکون بنادے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ

(۲) راحت وتکلیف میں شرکت

شوہر اور بیوی دونوں کا دوسرا مشترکہ حق یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی راحت و تکلیف میں سہارا بنیں۔ کہ میاں، بیوی کے درمیان الفت و محبت جتنی زیادہ ہوگی، اتنی ہی زیادہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی تکلیف اور مصیبت کو محسوس کرے گا نیز تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کرے گا۔ میاں بیوی کو تنگی و فراخی اور مشکلات و آسانی، ہر حالت میں غموں کو دور کرنے اور فرحت و سرور پہنچانے میں ایک دوسرے کا تعاون کرنا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من نفّس عن مؤمن کربةً مِنْ کُرَبِ الدنیا، نفّس الله عنه کربةً منْ کُربِ یومِ القیامةِ. و مَنْ یّسّر علیٰ مُعسرٍ، یسّر الله علیه فی الدنّیا و الاٰخرة.

(صحیح مسلم، باب فضل الاجتماع علیٰ تلاوۃ القرآن۔۔، حدیث: ۲۶۹۹)

یعنی جس شخص نے کسی مومن کی دنیا کی سختیوں اور دشواریوں کو دور کیا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں کو اس سے دور فرمائے گا، اور جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی تو اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے ساتھ آسانی فرمائے گا۔

حدیث مذکور سے یہ واضح ہے کہ دکھ مصیبت میں ایک دوسرے کی معاونت کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کا سہارا بنیں اور ایک دوسرے کی معاونت کریں۔

مثلاً اگر شوہر بیمار ہے تو بیوی اس کی ہمہ وقت دیکھ ریکھ کرتی رہے، اس کے کھانے

پینے کا اہتمام کرے، دوا وغیرہ کھلانے کی ذمہ داری اپنے سر لے، اس کی تیمار داری میں لگی رہے، دلجوئی کرتی رہے۔ اسی طرح بیوی بیمار ہو تو شوہر اپنے کام کاج سے وقت نکال کر اس کی مزاج پرسی کرے، اس کی غم خواری اور تیمار داری میں ہرگز کوتاہی نہ کرے، بلکہ دلداری اور دلجوئی سے عورت کے دل پر نقش بیٹھائے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بے حد محبت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں ایک دوسرے کے احسان کو یاد رکھیں گے اور ایک دوسرے کے لیے ڈھال بنے رہیں گے۔

(۳) رازوں کی حفاظت اور پردہ پوشی

رازوں کی حفاظت میاں بیوی دونوں کی تیسری ذمہ داری ہے۔ لوگوں کے درمیان، نہ شوہر بیوی کی اور نہ بیوی اپنے شوہر کا راز فاش کرے، اور نہ ہی اس کے عیوب سے پردہ اٹھائے اور نہ کسی طرح ایک دوسرے کی برائی کرے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: من ستر مسلما، ستره الله في الدنيا والآخرة. (صحیح مسلم، حدیث:۲۶۹۹)

یعنی جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے، اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

حفاظت کے معاملے میں بیوی کی ذمہ داریاں زیادہ نازک ہیں۔ اسے گناہوں سے بچ کر اپنی آبرو کی حفاظت کرنی ہے۔ راز چھپا کر گھریلو معاملات کی حفاظت کرنی ہے اور ہر قسم کی بدنامی سے دور رہ کر نیک نامی کی زندگی گزارنی ہے۔

زوجین کا سب سے اہم راز وہ ہے جو ان کے جنسی تعلقات سے متعلق ہے، اس راز کو ظاہر کرنے والے کا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے بدترین شخص میں شمار ہوگا۔ لہٰذا دونوں کے لیے لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کی پردہ پوشی کریں۔

اگر بیوی خوبصورت نہیں ہے یا اس کے اندر کچھ جسمانی واخلاقی عیوب ہیں تو ان

سب چیزوں کو لے کر شوہر کبھی بھی کبیدہ خاطر نہ ہو اور نہ ہی اپنی قسمت کا رونا روئے اور نہ ہی اپنے کو بدنصیب تصور کرے۔ یہی حکم بیوی کے لیے بھی ہے کہ شوہر اگر ناپسند اور مرضی کے خلاف مل گیا تو غم نہ کرے، نہ رنجیدہ ہو بلکہ قدرت کی مرضی و مشیت پر راضی رہے اور دونوں میں سے ہر ایک یہی سوچے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرا جوڑا ایسا ہی مقرر کیا ہے تو اس میں کچھ نہ کچھ میری بھلائی ضرور پوشیدہ ہے۔

(۴)- زینت و آرائش

میاں، بیوی کی چوتھی اہم ذمہ داری یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لیے زیب و زینت اختیار کریں۔ اسلام نے مرد و عورت دونوں کے لیے اس کے مقام و مرتبہ اور حدود و فرائض کے اعتبار سے زیب و زینت اور آرائش سے منع نہیں کیا ہے، بلکہ حکم دیا ہے کہ مرد اپنی عورت کے لیے اور عورت اپنے شوہر کے لیے ممکنہ حد تک زینت اختیار کرے۔ ہاں! وہ زینت اس وقت فتنہ و فساد کی شکل لے لیتی ہے اور حد شرع سے تجاوز کر جاتی ہے جب کہ مرد و عورت دونوں میں سے کوئی بھی، غیر کو اپنی جانب مائل کرنے کی کوشش کرے۔ ورنہ زیب و زینت اختیار کرنے کا حکم خود رب العالمین نے عطا فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: يٰبَنِيۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِيۡنَتَكُمۡ عِنۡدَ كُلِّ مَسۡجِدٍ وَّ كُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا وَ لَا تُسۡرِفُوۡا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡمُسۡرِفِيۡنَ (۳۱) (پ:۸، سورۂ اعراف، آیت: ۳۱)

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ (کنزالایمان)

اسلام لباس اور زینت کے تمام معاملات میں اعتدال کا حکم دیتا ہے۔ فخر و مباہات اور کبر و نخوت سے روکتا ہے، کیوں کہ یہ چیزیں انسان کے دین و دنیا کے لیے مضر ہیں۔

شوہر کو چاہیے کہ اپنا لباس اور وضع قطع درست رکھے اور صفائی کا خاص اہتمام از خود کرے، کیوں کہ جس طرح شوہر چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگار کے ساتھ رہے، اسی

طرح عورت بھی یہ چاہتی ہے کہ میرا شوہر میلا کچیلا اور پھوہڑ نہ رہے۔ لہٰذا شوہر بیوی دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جائز جذبات و احساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ آدمی میلا کچیلا بنا رہے اور اس کے بال الجھے رہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من كان له شعر فليكرمه. (سنن ابوداؤد، حدیث:۴۱۶۳)

یعنی جس کے پاس بال ہو وہ اس کی عزت کرے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر. قال رجل: إن الرجل يحب أن يكون ثوبه حسنا، ونعله حسنة، قال: إن الله جميل ويحب الجمال. (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر، حدیث:۹۱)

یعنی جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہو۔ ایک شخص نے پوچھا: ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں، اس کے جوتے صاف ہوں، (کیا یہ بھی کبر ہے؟)۔ آپ نے فرمایا: (نہیں) اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور خوبصورتی سے محبت رکھتا ہے۔

اس لیے مرد کو چاہیے کہ وہ عورت کے لیے ہر وہ زینت اختیار کرے جو مرد کے شایان شان ہو اور مذہب اسلام نے اس سے منع نہ کیا ہو۔ مثلاً، صاف ستھرا اور عمدہ لباس پہنے، سر کے بالوں کو اور اپنی داڑھی کو منظم رکھے، اس میں کنگھی کرتے رہے، خوشبو استعمال کرے، مسواک کرے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی پہنے۔ ہاں زینت کے نام پر حد شرع سے تجاوز کرنا ہرگز جائز نہیں ہوگا مثلاً داڑھی نہ مونڈوائے اور نہ کٹائے، سونے کی انگوٹھی اور سونے کی چین نہ پہنے، ریشم کے کپڑے نہ پہنے اور نہ مہندی لگائے۔

اسی طرح زینت اختیار کرنے میں عورت کو بھی بعض امور کا خیال رکھنا ضروری

ہے۔ مثلاً ساری زیب و زینت اپنے شوہر کے لیے ہو نہ کہ اہل محلہ یا دوسرے لوگوں کو دکھانے کے لیے۔ نیز اس کا استعمال حرام نہ ہو، کہ عورت کے لیے بھی سونے چاندی کے علاوہ ہر دھات کا استعمال منع ہے۔

(۵) اولاد کی پرورش اور ان کی تعلیم و تربیت

بچوں کی پرورش، دیکھ بھال اور ان کی نگرانی کے سلسلے میں دونوں پر پانچواں مشترکہ ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دونوں بہتر سے بہتر انداز میں اپنی اولاد کی صحیح پرورش اور تعلیم و تربیت کا مکمل انتظام و انصرام کریں۔

بچوں کی کامیاب تربیت کے لیے چند اصولوں کی رعایت سخت ضروری ہے۔ ان تجاویز پر عمل کر کے ان شاءاللہ ان کی اچھی تربیت کی جا سکتی ہے اور ان کو خوب سے خوب تر بنایا جا سکتا ہے۔

- جب بچہ ۴/ سال، ۴/ ماہ اور ۴/ دن کا ہوجائے تو اس کی بسم اللہ خوانی کرائے۔ جب سات برس کا ہوجائے تو اسے نماز کی تلقین کرے۔ جب دس برس کا ہوجائے تو نماز نہ پڑھنے پر سزا دے۔
- دینی تعلیم ضرور بالضرور دیں تاکہ بچے کے دین و دنیا دونوں شاد و آباد گزریں۔
- ماں بچوں کے سامنے کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ اسے باپ کے طریقۂ تربیت سے اختلاف ہے۔
- جس وقت باپ بچوں کو سزا دے رہا ہو یا ان کی تنبیہ کر رہا ہو اس وقت بچوں کے سامنے ماں کا اعتراض کرنا بے جا ہے، اگر باپ کی تنبیہ نامناسب ہو تو بچوں کی غیر موجودگی میں اس سے بات کرے۔
- حقیقت واقعہ کو نہایت صراحت کے ساتھ بیوی اپنے شوہر کے سامنے پیش کر دیا کرے۔ بچہ اگر باپ کی غیر موجودگی میں کوئی غلط حرکت کرے تو اس کی اطلاع اپنے شوہر کو

دیناضروری ہے۔

- ضرورت سے زیادہ ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ سے بھی پرہیز کرے کہ اس سے بچے ضدی ہوجاتے ہیں اور احساس کمتری کا شکار ہوجاتے ہیں۔
- شوہر اپنی بیوی کو بچوں کے سامنے نہ ڈانٹ ڈپٹ کرے اور نہ ہی گالی سے بات کرے کہ اس سے اولاد پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اور ان کی عادتیں خراب ہوتی ہیں۔

دوسرا حصہ: شوہر پر بیوی کے حقوق

ازدواجی زندگی میں مرد کو عورت سے ایک درجہ زائد دیا گیا ہے، اور خانگی زندگی کے نظم کو برقرار رکھنے کے لیے بہر حال زوجین میں سے ایک کا صاحب امر اور حاکم ہونا ضروری ہے۔ اگر دونوں بالکل مساوی درجہ اور مساوی اختیارات رکھنے والے ہوں تو بدنظمی کا پیدا ہونا یقینی ہے۔ جیسا کہ فی الواقع ان قوموں میں رونما ہو رہی ہے جنھوں نے عملا زوجین کے درمیان مساوات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسلام چوں کہ دین فطرت ہے اس لیے اس نے انسانی فطرت کا لحاظ کر کے زوجین میں سے ایک کو صاحب امر اور حاکم بنایا اور دوسرے کو مطیع اور ماتحت بنایا۔ لہذا اسلامی قانون کے ماتحت ازدواجی زندگی کا جو ضابطہ مقرر کیا گیا ہے اس میں مرد کی حیثیت حاکمیت کی ہے اور اس حیثیت میں اس پر حسب ذیل حقوق و فرائض عائد ہوتے ہیں:

(ا) حق مہر

شوہر پر بیوی کا پہلا حق مہر کا ادا کرنا ہے۔ نکاح کی وجہ سے جو مال عورت کو دیا جاتا ہے اسے مہر کہتے ہیں۔ اسلام نے مرد کے اوپر مہر کی ادائیگی کو فرض قرار دیا ہے چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــًٔا مَّرِيْۗـــــًٔا ۝ (پ:۴، سورۂ نسا، آیت:۴)

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمھیں کچھ دے دیں تو اسے کھاؤ خوش گوار اور مزے سے۔ (کنزالایمان)

اسی طرح حضور ﷺ نے ہر ایک زوجہ سے نکاح کرتے وقت اور اسی طرح ہر شہزادی کے عقد نکاح میں مہر ضرور متعیّن فرمایا ہے۔

نکاح کے وقت عورت اور مرد کے درمیان مہر کی جو قرار داد ہوئی ہے اس کو پورا کرنا مرد پر لازم ہے۔ اگر وہ اس قرار داد کو پورا کرنے سے انکار کرے تو بیوی کو حق ہے کہ اپنے نفس کو اس سے روک لے۔ شوہر کی یہ ایسی ذمہ داری ہے جس سے سبکدوش ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے البتہ بیوی اگر ادائیگی کی مہلت دے، یا اس کی ناداری کا لحاظ کر کے بخوشی معاف کر دے تو کوئی شرعی گرفت نہیں ہے۔

(۲) نان و نفقہ اور رہائش

شوہر کا دوسرا اور اہم فرض نان و نفقہ اور رہائش ہے۔ قانون شریعت نے زوجین کے حدود و عمل کی واضح طور پر تقسیم کر دی ہے، عورت کا کام گھر میں رہنا اور خانگی زندگی کے فرائض انجام دینا ہے جب کہ مرد کا کام کمانا اور اور اپنے اہل و عیال کے لیے ضروریات زندگی فراہم کرنا ہے۔ لہٰذا اسلام نے بیوی کا نان و نفقہ (کھانے پینے کے اخراجات) اور رہائش کا انتظام کرنا شوہر پر واجب ہے قرار دیا ہے، چناں چہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا۠ (پ:۲۸، سورۂ طلاق، آیت: ۷)

ترجمہ: مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا، اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے، قریب ہے کہ اللہ دشواری کے بعد آسانی فرما دے گا۔ (کنزالایمان)

نیز ارشاد فرمایا: وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ

نَفۡسٌ اِلَّا وُسۡعَهَا ۚ (پ:۲، سورۂ بقرہ، آیت: ۲۳۳)

ترجمہ: اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا پہننا ہے حسب دستور، کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر۔

رہائش کے متعلق ارشاد فرمایا: اَسۡكِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ سَكَنۡتُمۡ مِّنۡ وُّجۡدِكُمۡ وَ لَا تُضَآرُّوۡهُنَّ لِتُضَيِّقُوۡا عَلَيۡهِنَّ ؕ (پ:۲۸، سورۂ طلاق، آیت: ۶)

ترجمہ: عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت بھر اور انھیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو۔

ان آیتوں سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ بیوی کے لیے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا انتظام کرنا شوہر کا حق ہے اور اگر اس میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ باعث عتاب ہے۔

حجۃ الوداع کے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فاتقوا الله في النساء، فانكم أخذتموهن بأمان الله، واستحللتم فروجهن بكلمة الله، ولكم عليهن أن لا يوطئن فرشكم أحداً تكرهونه، فإن فعلن ذلك فاضربوهن ضرباً غير مبرح ولهن عليكم رزقهن و كسوتهن بالمعروف. (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی ﷺ، الحدیث: ۱۲۱۸)

عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اس لیے کہ تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی امان سے لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ سے ان کے ستر (شرمگاہوں) کو حلال کیا ہے، دستور کے مطابق کھانا اور کپڑا دینا تمھارے اوپر ان کا حق ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے شکایت کی کہ ابو سفیان بخیل آدمی ہیں، وہ مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتے کہ مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو جائے، مگر یہ کہ میں خود ان کے علم کے بغیر ان کے مال میں سے کچھ لے لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خذي من ماله بالمعروف

ما يكفيك و يكفي بنيك. یعنی تم دستور کے مطابق اتنا مال لے لیا کرو جو تمھیں اور تمھارے بچوں کو کافی ہو۔(صحیح مسلم، باب قضیۃ ہند، الحدیث:۱۷۱۴)

یعنی اگر شوہر اپنی زوجہ کو اخراجات دینے میں کنجوسی کرتا ہو تو ضرورت کے مطابق بیوی اس کے علم کے بغیر لے سکتی ہے۔ مگر مقصد گھر کے ضروری اخراجات پورے کرنے ہوں، فضولیات پر خرچ کرنا مقصود نہ ہو۔

واضح رہے کہ بیوی کا خرچ شوہر پر اس لیے نہیں ہے کہ وہ محتاج ہے، بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اس نے عقد نکاح کی بنا پر شوہر کی خدمت کے لیے اپنا سارا وقت لگا رکھا ہے۔ اگر بیوی امیر گھر کی ہو جب بھی شوہر کے اوپر اس کا خرچ لازم ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھنا چاہیے کہ جیسے پولس محکمہ اور فوجی دستہ گورمنٹ فنڈ سے تنخواہ پانے کے حق دار ہوتے ہیں کیوں کہ قوم و ملک کی خدمت کے لیے انھوں نے اپنا سارا وقت لگا رکھا ہے۔ بالکل یہی معاملہ یہاں پر بھی ہے۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ نان و نفقہ دینے کا حکم محض دنیا کی زندگی سے ہی متعلق نہیں ہے، بلکہ اس کا اجر و ثواب آخرت میں بھی ملتا ہے اور اس پر بہت سی بشارتیں آئی ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا أنفق الرجل على أهله يحتسبها فهو له صدقة. (صحیح البخاری، کتاب الایمان، الحدیث:۵۵)

یعنی جب آدمی اجر و ثواب کی نیت سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے تو وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

شوہر کے لیے ضروری ہے کہ عورت کے اخراجات کے سلسلے میں بہت زیادہ بخیلی اور کنجوسی سے کام نہ لے اور نہ ہی حد سے زیادہ فضول خرچی کرے۔ اپنی آمدنی کو دیکھ کر بیوی کے اخراجات مقرر کرے۔ نہ اپنی طاقت سے بہت کم اور نہ اپنی طاقت سے بہت زیادہ دے۔

(۳) دینی تعلیم کا انتظام اور تاکید اطاعت الٰہی

شوہر کی تیسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ خاص کر اپنی زوجہ کو دینی تعلیم اور اطاعت الٰہی یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوت قرآن اور سنت و شریعت کی پابندی وغیرہ اوامر کی ادائیگی اور جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ نواہی سے اجتناب کی تاکید کرتا رہے، یہی دین و دنیا دونوں جہاں کی اصل کامیابی ہے۔

ارشاد ربانی ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ(۶) (پ:۲۸، سورۂ تحریم، آیت:۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس پر سخت کرّے فرشتے مقرّر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انھیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

یہ بات کسی صاحب عقل پر مخفی نہیں کہ جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے اصول دین کی تعلیم ضروری ہے اس لیے شوہر کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو ارکان اسلام، حلال و حرام میں تمیز، عبادات و معاملات اور مکارم اخلاق سکھا کر ان کی عمدہ تربیت کریں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رات کو وتر پڑھتے تو کہتے: قومي فأوتري يا عائشة. اے عائشہ! اٹھو اور وتر پڑھ لو۔ (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ اللیل، الحدیث:۷۴۴)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی تعریف میں فرمایا: وَ كَانَ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ۪ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِیًّا(۵۵) (پ:، سورہ مریم، آیت:۵۵)

ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا اور اپنے رب کو پسند تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ سے فرمایا:

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔ (پ:۱۶، سورۂ طہ، آیت:۱۳۲)

ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ۔ (کنزالایمان)

خصوصًا بیوی کے لیے عورتوں کے مخصوص مسائل کی تعلیم زیادہ ضروری ہے۔ یہ اس وقت ممکن ہے کہ جب شوہر خود علم دین سے آراستہ ہو یا پھر کم سے کم علما کی صحبت میں رہتا ہو اگر خود نہ جانتا ہو تو کم سے کم کسی عالم دین سے پوچھ کر بتائے، اس لیے شوہر پر بھی ضروری ہے کہ خود بھی اصول دین اور مسائل شرعیہ سے واقف ہو اور اپنی بیوی کو بھی ان مسائل کا درس دے۔

(۴) ۔ ظلم سے اجتناب

شوہر کا چوتھا فرض یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ ظالمانہ رویہ اختیار نہ کرے۔ اور جو ترجیحی حقوق اور اختیارات شوہر کو حاصل ہیں ان کو ظالمانہ طریقہ سے استعمال نہ کرے۔ بلکہ اچھا برتاؤ کرے اور اس کے ساتھ نرمی سے پیش آئے، اس پر ظلم کرنے سے پرہیز کرے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

أكمل المومنين إيمانا أحسنهم خلقا، و خيركم خيركم لنسائهم.

(ترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی حق المرأة، حدیث:۱۱۶۲)

مومنین میں کامل ترین ایمان اس شخص کا ہے جو ان میں بہت زیادہ خوش اخلاق ہو، اور تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہے۔

اگر بیوی کے کسی قول و فعل، غلطی اور سخت مزاجی وغیرہ سے شوہر کو تکلیف پہنچ رہی ہو تو چاہیے کہ وہ صبر و تحمل اور ضبط سے کام لے۔ ذرا ذرا سی بات پر اگر شوہر بیوی سے بدظن ہو جائے گا تو پھر زندگی اجیرن بن کے رہ جائے گی۔ بہت سے لوگ طلاق دیدیتے ہیں جو کہ خدا کے نزدیک بہت ہی برا عمل ہے۔

شوہر پر لازم ہے کہ وہ بیوی کی سیرت و صورت پر طعنہ نہ مارے اور اس کے میکے والوں پر بھی کوئی نکتہ چینی نہ کرے،۔ اپنی بیوی سے ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ کام اس کو انتہائی ناپسند ہو۔

ہاں! جہاں اس کی غلطی ہو تو اس کی اصلاح بھی کرتا رہے اور بقدر ضرورت ہلکی سختی بھی کر سکتا ہے، البتہ غیر مناسب زدو کوب کی اجازت نہیں ہے۔

(۵)- حسن معاشرت:

حسن معاشرت کو آسان لفظوں میں "بھلے انداز میں زندگی بسر کرنے" سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، شوہر کا یہ پانچواں فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا (۱۹) (پ:۴، سورۂ نساء، آیت:۱۹)

ترجمہ: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمھیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمھیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔

آیت میں حسن معاشرت اور بھلے طریقے سے زندگی بسر کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ انتہائی جامع ہے، جس کے مفہوم میں ساری باتیں شامل ہیں مثلاً شوہر اپنی بیوی کا مہر اور نان و نفقہ پوری طرح ادا کرے، اس کے لیے پر سکون رہائش مہیا کرے، اس کی جائز خواہشات پوری کرے، کسی دوسری عورت کی طرف اپنی جھکاؤ اور چاہت کو ظاہر نہ کرے۔ بہت سے لوگ اپنی بیوی اور بچوں کو بھوکے اور بیمار رکھ کر اپنی کمائی کی ساری رقم غیر عورتوں کے ساتھ عیاشیوں یا شراب و کباب اور آوارہ دوستوں کے ساتھ تفریح میں اڑاتے ہیں، جو نہایت ہی گھنونی حرکت ہے۔ ایسے لوگوں کو خدائے پاک کبھی معاف نہیں کرے گا جب تک کہ وہ توبہ کر کے ان حرکتوں سے باز نہیں آئیں اور اپنے بیوی بچوں سے معافی نہ مانگیں۔

حسن معاشرت کے کچھ تقاضے ہیں جنھیں یہاں نقل کیا جا رہا ہے:

خوبیوں پر نظر رکھنا: ہر انسان میں کچھ خوبیاں اور کچھ خامیاں ہوتی ہیں۔ عورت بھی ایک انسان ہے لہذا وہ بھی اس حقیقت سے باہر نہیں یعنی ہر عورت میں کچھ اچھائی ہوتی ہے تو کچھ خرابی بھی ہوتی ہے لہذا ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ آدمی صرف اس کی خامیوں پر نظر رکھے بلکہ اس کے ساتھ خوبیوں پر بھی نظر رکھے۔ اور خوبیوں کے پہلو کو ترجیح دے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لا يفرك مؤمن مؤمنة إن كره منها خلقا رضي منها آخر أو قال غيره.

(صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب وصیۃ بالنساء، حدیث: ۱۴۶۹)

یعنی کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی نظر میں اس عورت کی کوئی خصلت وعادت ناپسندیدہ ہوگی تو کوئی دوسری خصلت وعادت پسندیدہ بھی ہوگی۔

اس لیے صرف اس کے عیب کو مد نظر رکھتے ہوئے اس سے بغض اور نفرت نہ کرے بلکہ خوبی اور اچھائی پر بھی نظر رکھے اور بہر حال اسے پیار و محبت دے تاکہ اسے خود احساس ہو اور وہ برائی اور عیب کی باتوں سے بچنے لگے۔

چہرے کو شگفتہ رکھنا: حسن معاشرت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ شوہر اپنے چہرے پر ہمیشہ ہنسی اور مسکراہٹ ظاہر کرے، بیوی کے ساتھ شگفتگی اور خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ حضرت ابوذر سے مروی ہے، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تحقرن من المعروف شئاً، ولو أن تلقى أخاك بوجه طلق. (صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث: ۲۶۲۶)

یعنی کسی نیکی کو حقیر مت سمجھو اگرچہ اپنے بھائی سے خندہ روئی اور شگفتہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو، وہ بھی ایک نیکی ہے۔

لہذا ماں باپ، بھائی بہن اور دوست واحباب کے ساتھ بیوی سے بھی ایسا ہی برتاؤ کرے اور ڈھیروں نیکیاں کمائے۔

رائے اور مشورے کا احترام کرنا: حسن معاشرت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ شوہر

اپنی بیوی کی ہر بات کو حقیر جان کر نہ کاٹے بلکہ اس میں غور کرے اور اچھی اور معقول رائے کا احترام کرے۔ اگر کوئی صحیح مشورہ دے تو اسے قبول کرے۔ چناں چہ صلح حدیبیہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مشورہ قبول فرمایا، اور وہ مسلمانوں کے حق میں بڑا مفید ثابت ہوا۔

یعنی جب صلح حدیبیہ مکمل ہوگئی تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو اپنی قربانیاں کرنے اور سر منڈا کر یا بال کٹا کر احرام کھول دینے کا حکم دیا تو صحابہ میں سے کوئی نہ اٹھے۔ اس پر ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے ادبا کہا کہ آپ خود نکلیں اور کسی سے بات کیے بغیر اپنی قربانی کر دیں اور اپنا سر منڈا لیں، چناں چہ حضور ﷺ نے ایسا ہی کیا اور پھر سارے صحابہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے آپ کی پیروی کی۔

(صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب فی الجہاد، الحدیث: ۲۷۳۱)

اس حدیث سے ہمیں معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ازواج مطہرات کے مشوروں پر بھی عمل فرماتے تھے۔

گھریلو کاموں میں ہاتھ بٹانا: حسن معاشرت کی قسم سے یہ بھی ہے کہ اگر فرصت ملے تو گھریلو کاموں میں بیوی کا ساتھ دیا جائے اور اس کا ہاتھ بٹایا جائے۔ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنا باعث سعادت اور عظیم سنت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کان رسول اللہ ﷺ یخصف نعلہ و یخیط ثوبہ و یعمل فی بیتہ کما یعمل أحدکم فی بیتہ و قالت: کان بشرا من البشر یفلي ثوبہ و یحلب شاتہ و یخدم نفسہ رواہ الترمذی. (مشکوۃ، باب الاخلاق، الحدیث: ۵۷۴۵)

حضور ﷺ اپنی جوتیاں خود گانٹھ لیتے، اپنا (نیا یا پرانا) کپڑا خود سی لیتے اور اپنے گھر کا کام کاج اسی طرح کرتے تھے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر کا کام کاج کرتا ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مزید فرمایا کہ حضور ﷺ ایک ایسے ہی انسان

تھے جیسے دوسرے انسان ہوتے ہیں۔ آپ اپنے کپڑے کی جوئیں خود ہی دیکھتے تھے، اپنی بکری کا دودھ خود ہی دوہتے تھے اور اپنی خدمت آپ کر لیتے تھے۔

مرد اپنی بیوی کے ساتھ بھلے طریقے سے اگر رہنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ سرکار دوعالم ﷺ کے اخلاق حسنہ کو عملی جامہ پہنائے۔

شوہروں کے لیے چند ضروری ہدایات:

● اس میں کوئی شک نہیں کہ شوہر اپنی زوجہ پر حاکم ہے تاہم انصاف سے کام لینا ضروری ہے کہ حاکم سے مراد سیاہ و سفید کا مالک ہونا نہیں ہے۔ بلکہ بیوی کی دیکھ ریکھ اور ہر جائز مطالبات و ضروریات کی تکمیل شوہر کے ذمہ ہے۔ نیز غلط روی، کج خیالی اور گندی حرکات و سکنات پر کڑی نظر رکھے اور ان سے باز رکھنے کی جائز تدبیریں اختیار کرے۔

● عورت ٹیڑھی پسلی کی پیداوار ہے، اس کی نفسیات کو پرکھ کر اس کے ساتھ برتاؤ کیجیے۔ اگر اپنی سوچ کے معیار پر اس کو تولیں گے اور ہر چھوٹے بڑے معاملے میں شدت اختیار کریں گے تو گھر چلنا بہت دشوار ہوگا۔

● عورت عموماً ناقص العقل ہوتی ہے، سو فیصد آپ کے معیار پر پوری اترے یہ توقع اس سے بیکار ہے، لہٰذا اس کی کوتاہیوں کو نظر انداز کر کے اس پر مزید احسانات کیجیے۔

● لاکھ غلطیاں کرے، منہ چڑھائے، بڑبڑائے، اگر آپ اپنا گھر آباد دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کے ساتھ اس وقت تک نرمی سے پیش آنے کا ذہن بنائے رکھیے جب تک شریعت سختی کی اجازت نہ دے۔

● اگر بیوی آپ کے من پسند کھانے نہیں پکا پاتی ہے تو صبر کیجیے۔ محض نفس کی معمولی لذت کی خاطر بلا اجازت شرعی اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا، مار دھاڑ پر اتر آنا، دنیا و آخرت کی بربادی کا باعث بن سکتا ہے۔ البتہ نرمی اور پیار و محبت سے اچھا اور من پسند کھانا پکانے کی ترغیب دیجیے۔

● جس طرح عام مسلمانوں کی دل آزاری حرام ہے، اسی طرح بلا مصلحت شرعی بیوی کی دل آزاری بھی حرام اور جہنم میں جانے کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔

● اگر کبھی غصہ آجائے اور زوجہ پر ناحق زبان چل جائے یا بلا مصلحت شرعی ہاتھ اٹھ جائے تو توبہ بھی واجب اور تلافی بھی لازم ہے۔ بغیر شرمائے اور بغیر اپنی کسر شان سمجھے اس سے اس طرح معذرت کیجیے کہ اس کا دل صاف ہو جائے اور وہ واقعۃً معاف کر دے۔ ہر جگہ رسمی ''سوری'' بول دینا کافی نہیں ہوتا، نہ اس طرح حق العبد سے یقینی خلاصی ہوتی ہے، جیسا جرم ویسی معافی تلافی۔

● ہوٹل یا بازار کی غذا کی مانند لذیذ غذائیں بنانے کا زوجہ سے بالجبر مطالبہ کرنا نفس کی پیروی اور اس کے نہ بنانے پر طنز و مزاح، طعن و تشنیع اور زبردستی کی دل آزاری کرنا شیطان کی خوشی کا سامان ہے۔

● اپنے گھر کے کسی فرد کی شکایت پر بغیر تحقیق حال کے، زوجہ کو جھاڑنا یا مارنا وغیرہ ظلم ہے اور ظلم کا مرتکب جہنم کا حق دار ہے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: ظلم جہنم میں لے جانے والا ہے۔ (ترمذی، ج:۳، ص:۴۰۶)

● چھوٹی چھوٹی باتوں پر بیوی کو حکم دینا اور اس پر حکومت جتانا مثلاً یہ اٹھا دو، وہ رکھ دو، فلاں چیز ڈھونڈ کر لا دو، یہ کرتی ہو یا نہیں وغیرہ سے بچے تاکہ بیوی خود کو محکوم محض نہ سمجھ بیٹھے اور انکار کر کے اپنی آخرت نہ بگاڑے۔

● اپنی ضرورت اور گھر سے متعلق چھوٹے چھوٹے امور خود سے انجام دینے چاہیے، کہ اس سے انسان کا بدن بھی چست رہتا ہے اور گھر میں آمرانہ نظام بھی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

● شوہر، بیوی میں سے اگر کسی ایک کو کسی وقت غصہ آجائے تو اس وقت دوسرے کو خاموش ہو جانا چاہیے، اس سے زیادہ غصہ دکھا کر اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دینا چاہیے، کہ گھر کا ماحول خراب ہوتا ہے اور اولاد پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ کبھی ایسا بھی دیکھا اور سنا گیا ہے

کہ عورت اپنے شوہر کو جوش دلاتی ہے اور طلاق پر ابھارتی ہے۔ مثلا کہتی ہے کہ اگر ایک باپ کی اولاد ہو تو طلاق دے دو، شوہر غصے میں طلاق دے دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرد و عورت دونوں کے گھر، گھر والے اور بچے سب تباہ و برباد ہوجاتے ہیں۔

تیسرا حصہ: بیوی پر شوہر کے حقوق

جس طرح شوہر پر بیوی کے حقوق ہیں اسی طرح بیوی پر بھی شوہر کے حقوق ہیں، تاکہ ازدواجی زندگی خیر وعافیت کے ساتھ گزرے۔ آئیے ان حقوق کا تذکرہ آپ کے سامنے رکھا جائے۔

(۱)- اطاعت وفرمانبرداری

بیوی کے اوپر شوہر کا پہلا اہم ترین حق یہ ہے کہ بیوی تمام جائز و مباح باتوں میں اپنے شوہر کی اطاعت و فرماں برداری کرے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نیک عورتوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ

(پ:۵، سورۂ نساء، آیت: ۳۴)

ترجمہ: تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں، خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں، جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا۔ (کنزالایمان)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لو أمرتُ أحدا أن يسجد لأحد، لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها، ولو أن رجلا أمر إمرأته أن تنقل من جبل أحمر إلىٰ جبل أسود، ومن جبل أسود إلىٰ جبل أحمر، لكان نولها أن تفعله. (ابن ماجہ، کتاب النکاح، حدیث:۱۸۵۲)

اگر میں خدا کے سوا کسی دوسرے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ اور اگر شوہر اپنی زوجہ کو جبل احمر سے جبل اسود تک، اور جبل اسود سے جبل احمر تک پتھر ڈھونے کا حکم دے تو عورت پر حق ہے کہ اس کو بجالائے۔

شوہر اگر عورت سے راضی ہے تو وہ عورت کے لیے جنت کا دروازہ ہے اور اگر ناراض ہے تو وہ جہنم کا دروازہ ہے بشرطیکہ یہ ناراضگی حق کی بنا پر ہو۔ کیوں کہ اگر وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم دے تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی اور نہ اس کی اس ناراضگی کا کوئی اعتبار ہے۔

ایک خاتون اپنے شوہر کی اطاعت کرتے ہوئے اللہ کی اطاعت میں ہوتی ہے، اور اس پر ڈھیروں اجر و ثواب بھی پاتی ہے۔ اس کے لیے جنت کی بشارت ہے چناں چہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: أیما امرأة ماتت وزوجها عنها راض دخلت الجنة. (ابن ماجہ، کتاب النکاح، حدیث: ۱۸۵۴)

یعنی جو عورت اس حال میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ یعنی وہ عورت جنتی ہے۔

واضح رہے کہ صرف اپنی خواہش کے مطابق کاموں میں بات ماننے کا نام اطاعت نہیں ہے، بلکہ مکمل اطاعت تو یہ ہے کہ اپنی مرضی کے خلاف کاموں میں بھی اپنے شوہر کی پیروی کرے۔ کسی کام میں اس کی رائے شوہر کی رائے کے خلاف ہو تو شوہر کا حکم ہونے کی بنیاد پر نہایت خوشی اور رضامندی کے ساتھ اس کو انجام دے۔ اگر خوشی اور رضامندی کے بجائے تنگ دلی، کراہت اور مجبوری کے ساتھ حکم کی تعمیل کرتی ہے تو ایسی اطاعت کو اطاعت نہیں کہتے۔ لہذا ضروری ہے کہ دل برداشتہ ہو کر نہیں، بلکہ سعادت مندی سمجھتے ہوئے خوش دلی کے ساتھ اطاعت کرے۔

(۲)- شوہر کے مال کی حفاظت

عورت پر شوہر کا دوسرا حق یہ ہے کہ اس کے پاس شوہر کا جو بھی مال ہے، امانت ہے۔ اس مال میں شوہر کی مرضی کے بغیر، بلاضرورت کسی قسم کا تصرف نہ کرے کیوں کہ یہ جائز نہیں ہے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: لا تنفق

المرأة من بيتها شيئا إلا بإذن زوجها، قالوا: يا رسول الله ﷺ و لا الطعام؟ قال: ذلك من أفضل أموالنا. (ابن ماجہ، باب ماللمرأة من مال زوجھا،الحدیث:۲۲۹۵)

کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ بھی خرچ نہ کرے۔ آپ سے دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کھانا بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ تو ہمارا سب سے بہتر مال ہے۔

نیک بیوی کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر سے، اس کی آمدنی اور خرچ کا حساب نہ لیا کرے، کیوں کہ اس سے بدگمانی پیدا ہوتی ہے، جس کے نتیجہ میں خانہ جنگی شروع ہوجاتی ہے۔

(۳)- کفایت شعاری اور شکروسپاس

بیوی پر شوہر کا تیسرا حق یہ ہے کہ وہ کفایت شعاری اور قناعت پسندی اختیار کرے اور اپنے شوہر سے اس کی طاقت اور اپنی ضرورت سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے۔ عورت اگر شکرواحسان مندی اور صبروقناعت پسندی سے دور ہوکر صرف اور صرف زیب وزینت کی دلدادہ ہوکر رہ جائے تو دنیاوآخرت کی ہلاکت یقینی ہوجاتی ہے۔

شوہر اپنی طاقت کے مطابق بیوی کے لیے جو خوراک، لباس اور زیورات مہیا کرے، بیوی کو اس پر شوہر کا شکرگزار ہونا چاہیے۔ ناشکری سے بچتے ہوئے اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسے اچھابدلہ عطافرمائے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ سرکار دوعالم ﷺ نے عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے ارشادفرمایا: يا معشر النساء تصدقن فإني أريتكن أكثر أهل النار، فقلن: و بم يا رسول الله ﷺ؟ قال: تكثرن اللعن، و تكفرن العشير. (صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب ترک الحائض الصوم، حدیث:۳۰۴)

اے عورتو! صدقہ کرو، کہ میں نے جہنمیوں میں زیادہ تر تم کو دیکھا ہے۔ عورتوں نے سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ ایسا کیوں؟ توحضور ﷺ نے فرمایا: تم لعن طعن بہت کرتی

ہو اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔

معلوم ہوا کہ شوہر کو برا بھلا کہنا اور ناشکری کرنا جہنم میں جانے کا سبب ہے۔ لہٰذا جو عورت جنتی بننا چاہتی ہے وہ اپنے شوہر کی شکر گزار بیوی بنے نیز لعن طعن اور بدزبانی سے پرہیز کرے۔

(۴)- گھر کی مکمل دیکھ ریکھ

بیوی کا چھوتھا فرض یہ ہے کہ وہ شوہر کے گھر کی مکمل دیکھ بھال کرے اور درون خانہ کے نظام کو سنبھالے تاکہ مرد علم وعمل اور کسب معاش کے لیے فارغ رہے۔

خود رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب گھر کے کام کے لیے ایک خادم کی خواہش ظاہر فرمائی تو حضور ﷺ نے فرمایا: ألا أدلكما على ما هو خير لكما من خادم؟ إذا أو يتما إلىٰ فراشكما أو أخذتما مضاجعكما، فكبرا ثلاثا و ثلاثين، وسبحا ثلاثا و ثلاثين، و احمدا ثلاثا و ثلاثين، فهذا خير لكما من خادم . (صحیح البخاری، باب التکبیر والتسبیح عند المنام، حدیث:۶۳۱۸)

کیا میں تم دونوں کو وہ نہ بتاؤں جو تمھاری اس طلب (یعنی خادم) سے بہتر ہے جب تم سوؤ تو ۳۳/ بار سبحان اللہ، ۳۳/ بار الحمد اللہ اور ۳۳/ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، یہ تمھارے لیے خادم سے بہتر ہے۔

حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ گھر کی وہ خدمت جو بیوی کر سکتی ہے بیوی پر لازم ہے کیوں کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خادم مہیا کرنے کا حکم نہیں دیا جیسا کہ آپ نے مہر کی ادائیگی کا حکم دیا تھا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر، جو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں، فرماتی ہیں کہ میں اپنے شوہر زبیر کے گھر کی تمام خدمات انجام دیتی تھیں، ان کے پاس ایک گھوڑا تھا اس کی دیکھ ریکھ کرتی اور اسے چارہ پانی بھی مہیا کرتی تھی۔ (مسند احمد)

(۵)- شوہر کے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک

بیوی کا پانچواں فرض یہ ہے کہ اپنے شوہر کے والدین، بہنوں، گھر والوں اور رشتہ داروں کی عزت و تکریم، خود شوہر کی عزت و تکریم کا ایک حصہ ہے۔ اس لیے نیک بیوی کی پہچان یہی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے والدین یعنی ساس سسر کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی تابعداری اور خدمت گزاری کو اپنا فریضہ سمجھ کر بخوبی نبھائے، نیز اپنے شوہر کی بہنوں اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرے اور مقام و مرتبہ کے اعتبار سے ان کی قدر و منزلت بھی کرے، کہ ایسا کرنے سے شوہر اور اس کے گھر والوں کی نگاہ میں اس کی عزت بڑھے گی اور گھر کا ماحول بھی بہتر سے بہتر رہے گا۔

اگر سسرال میں کوئی تکلیف پہنچی ہو، خواہ وہ ساس کی طرف سے ہو یا دیگر افراد خانہ کی طرف سے، تو اپنے میکے میں شکایت سے پرہیز کرے، کیوں کہ رشتوں کا بگاڑ یہیں سے شروع ہوتا ہے۔

یوں تو ہمارے سماج کا یہ ایک قابل افسوس اور دردناک سانحہ ہے کہ تقریباً ہر گھر میں صدیوں سے ساس بہو کی لڑائی جاری ہے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی لڑائیوں، یہاں تک کہ عالمی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا، مگر ساس بہو کی جنگ ایسی منحوس لڑائی ہے کہ تقریباً ہر گھر اس لڑائی کا میدان بنا ہوا ہے۔ اس لڑائی کے خاتمہ کی بہترین صورت یہی ہے کہ اس جنگ کے دونوں فریق یعنی ساس، بہو، ہر ایک اپنے اپنے حقوق و فرائض ادا کریں اور ایک دوسرے کو اپنا سمجھ کر اس سے محبت کا مظاہرہ کریں، پھر ان شاءاللہ ہمیشہ کے لیے اس جنگ کا خاتمہ ہر گھر سے ضرور ہو گا۔ ذیل میں فرائض مختصراً بیان کیے جا رہے ہیں:

ساس کے فرائض: ساس کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی بہو کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھے اور ہر معاملہ میں اس کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کرے۔ اگر اس سے اس کی کم عمری یا ناتجربہ کاری کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے تو طعنے مارنے کے بجائے اخلاق و محبت کے ساتھ

اس کو کام کا صحیح طریقہ سکھائے۔ اور ہمیشہ اس کا خیال رکھے کہ یہ کم عمر اور ناتجربہ کار لڑکی اپنے ماں باپ سے جدا ہو کر ہمارے گھر میں آئی ہے، اس کے لیے یہ گھر نیا ہے، اور اس کا ماحول نیا ہے۔ اگر ہم نے اس کا دل دکھایا تو اس کو تسلی دینے والا ہمارے سوا دوسرا کون ہے؟ بس ہر ساس یہ سمجھ لے اور ٹھان لے کہ مجھے اب اپنی بہو سے ہر حال میں شفقت و محبت کرنی ہے۔ اگر چہ وہ مجھے کچھ نہ سمجھے، مگر میں تو اس کو اپنی بیٹی ہی سمجھوں گی۔ان شاءاللہ یہ صورت اپنانے کے بعد ساس بہو کا جھگڑا بہت حد تک ختم ہو جائے گا۔

بہو کے فرائض: بہو کو لازم ہے کہ اپنی ساس کو اپنی ماں کی جگہ سمجھے اور ہمیشہ ساس کی تعظیم اور اس کی فرماں برداری و خدمت گزاری کو اپنا فرض گردانے۔ ساس اگر کسی معاملہ میں ڈانٹ ڈپٹ کرے تو خاموشی سے سن لے، ہرگز منہ نہ لگائے اور زبان درازی نہ کرے، بلکہ صبر و تحمل سے کام لے اور اس میں اپنی بھلائی سمجھے۔ اپنے سسر کی تعظیم و تکریم اور اس کی جائز خدمت گزاری میں بھی کوئی کمی نہ کرے۔ اپنی دیورانیوں، جیٹھانیوں، اور نندوں سے بھی حسب مراتب اچھا برتاؤ کرے۔ جب انھیں کام کرتی دیکھے تو فوراً ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کے کام میں ہاتھ بٹائے۔ اگر ایسا کیا گیا تو گھر کا ماحول بہت بہتر ہو گا۔

بیٹے کے فرائض: بیٹے پر لازم ہے کہ جب اس کی دلہن گھر آجائے تو اس کے بعد بھی ماں باپ کے ادب و احترام اور ان کی خدمت و اطاعت میں ہرگز بال برابر بھی فرق نہ آنے دے اور اپنی بیوی کو بھی یہی تاکید کرتا رہے۔

جو لڑکے شادی کے بعد اپنے ماں، باپ سے روگردانی اور لاپرواہی برتنے لگتے ہیں اور اپنی بیوی کو گھر کی مالکہ تصور کرنے لگتے ہیں، اسی گھر میں ساس اور بہو کی لڑائی ہوا کرتی ہے۔ اس لیے بیٹے کی ذمہ داری ہے کہ ماں کو ماں کا درجہ دے اور بیوی کو بیوی کا درجہ۔

عورتوں کے لیے چند ہدایات:

● بحکم قرآن میاں حاکم ہوتا ہے اور بیوی محکوم ہوتی ہے۔ اگر اس کے خلاف ہوا تو

اس میں دنیا اور آخرت کی تباہی ہے۔

● شوہر کی اطاعت ہر حال میں لازم ہے۔ ان کی طرف سے ملنے والا ہر جائز حکم، خواہ نفس پر کتنا ہی گراں کیوں نہ ہو، خوش دلی کے ساتھ سر آنکھوں پر لیجیے۔

● ان کی پسند کے کھانے، ان کی مرضی کے مطابق عمدہ طریقے پر پکا کر، بشاشت کے ساتھ پیش کیجیے اور ان کے دل میں خوشی داخل کر کے ثواب کا مستحق بنیے۔

● ان کی ہر وہ تنقید جو شرعا درست ہو، اگر اس پر برا لگے تو اسے شیطان کا وار سمجھ کر، لاحول شریف پڑھ کر، شیطان کو نامراد لوٹائیے۔

● اگر کسی غلطی بلکہ غلط فہمی کی بنا پر بھی شوہر ڈانٹ ڈپٹ کرے، یا بالفرض مارے تو ہنسی خوشی سہہ لیجیے کہ اس میں دنیا کے ساتھ ساتھ، آخرت کی بھی بھلائی ہے اور ان شاءاللہ گھر امن کا گہوارہ رہے گا۔

● اگر سامنے زبان چلائی، منہ بگاڑا، یا برتن پچھاڑے، شوہر کا غصہ بچوں پر اتارا، اور اسی طرح کی دیگر نامناسب حرکتیں کیں تو اس سے حالات سنورنے کے بجائے مزید بگڑیں گے۔ اگر بظاہر صلح ہو بھی گئی تب بھی دلوں میں نفرتیں رہ جاتی ہیں۔

● شوہر کی خامیوں کے بجائے خوبیوں ہی پر نظر رکھیے اور ان کے حق میں اللہ سے ڈرتے رہیے۔

● شوہر یا سسرال کی شکایت میکے میں کرنا دنیا و آخرت کے لیے سخت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ فی زمانہ مشاہدہ یہی ہے کہ اس طرح غیبتوں، تہمتوں، چغلیوں اور دل آزاریوں وغیرہ طرح طرح کے گناہوں کا بہت بڑا دروازہ کھل جاتا ہے اور بسا اوقات طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ پھر اس کی نحوست سے دنیا میں یہ آفت آتی ہے کہ گھر ٹوٹ جاتا ہے۔ اور آخرت بھی برباد ہونے کا غالب امکان ہوتا ہے۔

● ہاں اگر واقعی شوہر ظلم کرتا ہے یا سسرال والے ستاتے ہیں، تو صرف ایسے شخص کو

اچھی نیت کے ساتھ بتائیے جو ظلم سے بچا سکتا ہو صلح کروا سکتا ہو یا انصاف دلوا سکتا ہو۔

● بالفرض شوہر یا ساس وغیرہ کی کسی حرکت سے کبھی دل کو ٹھیس پہنچے تو خود کو قابو میں رکھیے۔ یہ آپ کے امتحان کا موقع ہے کہ یا تو زبان و دل کو قابو میں رکھ کر صبر کر کے جنت کی لازوال نعمتوں کو پانے کی سعی کیجیے یا زبان کی آفتوں میں پڑ کر شریعت کا دائرہ توڑ کر، اپنے آپ کو جہنم کی حقدار ٹھہرائیے۔

● اگرچہ آپ کتنی ہی مصروف ہوں، جوں ہی شوہر آواز دے، ثواب عظیم پانے کی نیت سے فوراً لبیک کہتی ہوئی اٹھ بیٹھیے اور ان کی خدمت میں مشغول ہو کر جنت الفردوس کے خزانے سمیٹنا شروع کر دیجیے۔

● شوہر کی دلجوئی کی خاطر ان کے والدین وغیرہ کی خوش دلی کے ساتھ خدمت بجا لائیے۔ ان شاءاللہ دونوں جہاں میں بیڑا پار ہو گا۔

● شوہر کی ہرگز ناشکری مت کیا کیجیے کہ آپ پر ان کے بڑے احسانات ہیں اور وہی آپ کی دنیا کے سب سے زیادہ بھروسہ مند ہیں۔

☆☆☆

قارئین کرام: اس رسالہ میں کہیں بھی کوئی غلطی نظر آئے
تو از راہ کرم ہمیں باخبر کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں
اس کی اصلاح کر لی جائے۔

العارض

محمد حسّان رضا مصباحی

7003992205